مآخذ

۱- ایاز، شیخ : منظوم ترجمہ، شاہ جو رسالو، خیابان پاک

۲- لیلا رام : Life & Religion & Poetry of Shah Latif ص ۱، ۹۱، ۲۶۳، ۳۱۰، سنگ میل پبلیکیشنز لاہور ۱۹۷۸ء

۳- آغا تاج : عکس لطیف حصہ اول، ص ۱۰ آزاد بکڈپو، حیدرآباد

۴- مخدوم امیر احمد : گلستان لطیف، محکمہ اطلاعات، حیدرآباد ۱۹۶۲ء

۵- غلام گرامی، مولانا : نغمات لطیف " " ۱۹۶۰ء

6- Mirza K.M. : Life of Shah A. Latif pp. 39-48.

7- Sorley H.T. : Shah A. Latif of Bhutt

۸- اردو دائرہ معارف اسلامیہ، بذیل بھٹائی: شاہ عبداللطیف

* ڈاکٹر معین الدین عقیل

علی ابراہیم خاں :

کمپنی کے دور ملازمت میں علمی روابط کا ایک باب

شاعر[1] ، تذکرہ نویس اور مؤرخ علی ابراہیم خاں (۱۱۵۳ھ/۱۷۴۰-۴۱ء- ۱۲۰۸ھ/۱۷۹۳ء) نے ایسٹ انڈیا کمپنی کی ملازمت ۱۷۸۱ء میں اختیار کی۔ علی وردی خان (متوفی ۱۷۵۶ء) کے زمانۂ اقتدار میں اپنی جائے پیدائش شیخوپورہ ، نزد عظیم آباد ، سے مرشدآباد آئے تھے[2]، جہاں وہ میر قاسم خان عالی جاہ (متوفی ۱۷۷۷ء) کی نیابت اور مشاورت میں رہے ، جوان کا ایک قریبی دوست[3] اور بنگال اور اڑیسہ کا نواب ناظم تھا ۔ اس نے ۱۷۶۰ء میں علی ابراہیم خاں کو مشیر اور داروغہ مقرر کیا اور وقتاً فوقتاً متعدد اہم ذمہ داریاں سپرد کیں[4] ۔ ۱۷۶۳ء میں میر قاسم کے زوال کے بعد اولاً خانہ نشینی اختیار کی، لیکن علی وردی خان کے ایک قریبی عزیز مرزا کاظم[5] کے تحفظ میں مرشدآباد پہنچے ، جہاں بنگال کے نائب ناظم اور نائب دیوان محمد رضا خاں (۱۷۱۷ء-۱۷۹۱ء) اور ان کے احباب و رفقا میں گرم جوشی سے قبول کیے گئے[6]۔ محمد رضا خان نے اپنے اختیارات کے تحت انھیں ''دیوان سرکار'' نامزد کیا[7]۔ کئی مواقع پر علی ابراہیم خاں نے گورنر جنرل وارن ہسٹینگز (۱۷۷۲ء - ۱۷۸۵ء) اور محمد رضا خان کے مابین تعلقات کی استواری میں بھی معاونت کی تھی[8]۔ ۱۷۷۷ء میں رضا خان نے انھیں سبکدوش کر دیا ، چنانچہ وہ کچھ عرصہ گوشہ نشین رہے ، یہاں تک کہ ۱۷۸۱ء میں انھوں نے راست ایسٹ انڈیا کمپنی کی ملازمت اختیار کر لی۔ وارن ہسٹینگز علی ابراہیم خاں کی صلاحیتوں اور لیاقتوں کا قدرشناس تھا[9] ۔ ۱۷۸۰ء میں انھیں اپنے ساتھ لکھنؤ لے گیا اور نواب آصف الدولہ (۱۷۷۵ء - ۱۷۹۵ء) سے متعارف کرایا ، جس نے علی ابراہیم خاں کو خلعت عطا کی اور مغل شہنشاہ شاہ عالم (۱۷۵۹ء-۱۸۰۶ء) نے 'امین الدولہ' ، 'عزیز الملک' ، 'نصیر جنگ ، بہادر کا خطاب اور جاگیر عطا کی[10] ۔ وارن ہسٹینگز نے ایک موقع پر علی ابراہیم خاں کو اعلی مناصب کی پیش کش کی تھی لیکن انہوں نے بعض وجوہات کے سبب انھیں

---

* شعبہ اردو، جامعہ کراچی

قبول کرنے سے معذرت کر لی تھی[11]، لیکن جب ہسٹینگز نے ستمبر ۱۷۸۱ء میں بنارس کا دورہ کیا اور صوبے کی بڑھتی ہوئی آمدنی کے باعث، کہ جو چالیس لاکھ تک پہنچ گئی تھی، ضلع میں ایک مستقل مجسٹریٹ کا تقرر ناگزیر ہو گیا[12] تو اس عہدے پر علی ابراہیم خاں کا تقرر عمل میں آیا، جسے انھوں نے ۱۲ نومبر ۱۷۸۱ء کو قبول کر لیا، وہ چیف مجسٹریٹ کے عہدے پر فائز ہوئے[13]۔ ۳ دسمبر ۱۷۸۱ء اور ۸ اپریل ۱۷۸۲ء کو کمپنی نے ان کی عمدہ خدمات کا اعتراف کیا[14] اور ۲۴ مارچ ۱۷۸۳ء کو ان کی ذمہ داریوں میں اضافہ کر کے انھیں بنارس کا گورنر بنا دیا گیا[15]۔ یہاں اپنی خدمات پر وہ اپنے انتقال ۱۷۹۳ء تک فائز رہے[16]۔

کمپنی کی ملازمت کے باوجود غالباً علی ابراہیم خاں نے بہت باثروت زندگی نہیں گزاری[17]، چنانچہ ان کے انتقال کے بعد ان کے ایک فرزند محمد علی خاں نے کمپنی کے ذمے داروں کی خدمت میں اولاً ۱۲ نومبر ۱۸۰۱ء کو وظیفے میں اضافے کے لیے اور پھر ۲۹ دسمبر ۱۸۰۱ء کو اپنی خستہ حالی کے حوالے سے طلب معاونت بذریعۂ ملازمت کی درخواستیں پیش کیں[18]۔

کمپنی کی ملازمت کے دوران علی ابراہیم خاں کی ان اہم تصانیف کا ذکر بالعموم دستیاب ہے۔

(۱) ''سانحۂ راجہ چیت سنگھ''، راجہ چیت سنگھ والیٔ بنارس کی بغاوت کے واقعات، ۱۱۹۵ھ/۱۷۸۱ء

(۲) ''خلاصۃ الکلام'' تذکرہ شعرائے مثنوی گو، ۱۱۹۸ھ/۱۷۸۴ء

(۳) ''گلزار ابراہیم''، تذکرہ شعرائے اردو، مصنف نے دیباچے میں اس کا سال اختتام ۱۱۹۸ھ/۱۷۸۴ء بتایا ہے، لیکن اغلب ہے کہ اس میں ۱۱۹۹ھ/۱۷۸۵ء تک اضافے ہوتے رہے[19]، اس کا سال آغاز معلوم نہیں، لیکن ۱۱۹۰ھ/۱۷۷۶ءمیں، کہ میر سوز کے حال میں اسے سال حال بتایا ہے، یہ زیر تحریر تھا۔

(۴) ''وقائع جنگ مرہٹہ''، ۱۲۰۱ھ/۱۷۸۶-۷ء[20]

(۵) ''صحف ابراہیم''، تذکرہ شعرائے فارسی، ۱۲۰۵ھ/۱۷۹۰ء[21]

(۶) ''سوانح مجملی حیدر علی خاں بہادر حاکم میسور''

(۷) ''ریاض المنشات''، مجموعہ مکاتیب، جس میں وارن ہسٹینگز اور دیگر عمائدین اور احباب و اقارب کے نام خطوط شامل ہیں[22]۔

(۸) ''رقعات ، اسناد و دستاویزات''[۲۳]۔

(۹) ''مکاتیب و وقائع'' بنام لارڈ کارنوالس (۱۷۸۶ء - ۱۷۹۳ء)[۲٤]

ان تصانیف کے علاوہ ان کی ایک اور تحریر ہے، جو ان کی تصانیف کی کسی فہرست میں شامل نہیں ہے اور بالعموم عدم دستیاب ہے - یہ :

''On the Trial by Ordeal Among Hindus''

کے عنوان سے ایشیاٹک سوسائٹی بنگال ، کے اولین تحقیقی مجلے ''Asiatic Researches'' کے پہلے شمارے جنوری ۱۷۸۹ء میں شائع ہوئی جو سوسائٹی کے بانی و صدر سر ولیم جونز کی ادارت میں شائع ہوا تھا[۲۵]۔ جونز سے علی ابراہیم خاں کی ملاقات بنارس میں ہوئی تھی[۲٦] - یہیں ابراہیم خان نے جونز کو ، جو ہندو مذہب اور قوانین کے بارے میں ہندو پنڈتوں سے معلومات حاصل کر رہا تھا ، اس موضوع پر ایک قدیم سنسکرت تصنیف 'منودھرم شاستر' کا حوالہ دیا ، جو مقدس تھی اور جس کے بارے میں کہا جاتا تھا کہ یہ ''منو'' پر ''برہما'' کی جانب سے نازل ہوئی ہے[۲۷] - جونز نے اس تصنیف کی ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے علی ابراہیم خاں کو اس کے فارسی ترجمے کے لیے آمادہ کرنا چاہا، لیکن انھوں نے معذرت کر لی - اور ان کی عدالت کے پنڈتوں نے بھی اس بنیاد پر کہ یہ ایک مقدس تصنیف ہے ، اس کے ترجمے سے انکار کر دیا[۲۸]۔ بنارس سے واپسی کے بعد جونز اور علی ابراہیم خان کے درمیان باقاعدہ خط و کتابت ہوتی رہی[۲۹] جونز اس بات کا قائل تھا کہ ہندوستان کی تاریخ کا مطالعہ سنسکرت ، عربی اور فارسی پر عبور حاصل کیے بغیر ناممکن ہے اور ان زبانوں کے ماخذ کی تشریحات کے لیے برہمن پنڈتوں اور مسلمان علماء سے معاونت ناگزیر ہے - اس ضمن میں وہ علی ابراہیم خاں کی معاونت اور دوستی کا معترف تھا[۳۰]۔

علی ابراہیم خاں کا مذکورہ نادر مضمون ، جو فارسی زبان میں لکھا گیا ہوگا ، 'Asiatic Researches' کے لیے وارن ہسٹینگز نے انگریزی میں منتقل کیا تھا - ہسٹینگز نہ صرف ایشیاٹک سوسائٹی کا مربی اور ہندوستان میں مشرقی علوم کا ایک مثالی سرپرست حکمران تھا[۳۱] بلکہ جونز اور ابراہیم خاں دونوں سے خلوص اور اعتراف کی نسبتیں بھی رکھتا تھا - جونز کی ایما پر علی ابراہیم کے مضمون کے ترجمے کے پس پشت یہی نسبتیں کارفرما ہوں گی - مضمون کا آغاز یوں ہے :

ہندوؤں میں سچائی کے آزمائشی امتحان

از علی ابراہیم خاں

چیف مجسٹریٹ ، بنارس

ترسیل از وارن ہسٹینگز صاحب[۳۲]

ایسٹ انڈیا کمپنی کے دور ملازمت میں جونز اور وارن ہسٹینگز کے ساتھ علی ابراہیم خاں کے روابط کا یہ باب ان کی زندگی کے ایک ایسے رخ کو سامنے لاتا ہے، جو اگر ایک طرف ان کی ، ممتاز معاشرتی و تہذیبی حیثیت کے تعین میں معاون ہے تو دوسری طرف اٹھارہویں صدی کے نصف آخر میں تیزی سے بدلتے ہوئے دور زوال ، اور مغرب کے لائے ہوئے علمی و تہذیبی تصورات کے زیر اثر ان کے تدبر اور ان کی روشن خیالی کا مظہر بھی ہے۔

حوالے

۱۔ تخلص فارسی میں حال اور اردو میں خلیل تھا۔ غلام حسین شورش ''تذکرہ شورش''، (لکھنؤ ۱۹۸۴ء) ص ۲۲۱

۲۔ ابوالحسن امیرالدین احمد ''تذکرہ مسرت افزا'' مرتبہ قاضی عبدالودود(پٹنہ ، سن ندارد) ص ۴۷

۳۔ سید غلام حسین خان طباطبائی ''سیر المتاخرین'' انگریزی ترجمہ ، 'عکسی اشاعت' (لاہور ، ۱۹۷۵ء) جلد ۲ ، ص ۳۸۸ و جابجا ۔

۴۔ ایضاً و نیز ص ۴۴۸-۴۴۹ ، ۴۶۴-۴۶۵ ، ۴۹۹ ، ۵۳۸-۵۳۹ ، ۵۴۱

۵۔ ایضاً ، جلد ۱ ، ص ۳۵۷

۶۔ ایضاً ، جلد ۳ ، ص ۱۱

۷۔ ایضاً ، ص ۲۶

۸۔ ایک موقع پر محمد رضا خاں نے انھیں اس مقصد کے لیے کلکتہ بھیجا ، کہ وہ وارن ہسٹینگز کو اس سے ملاقات کے لیے آمادہ کریں ، لیکن وارن ہسٹینگز نے شایستگی سے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ نواب کے نمائندے علی ابراہیم خاں جیسے لائق فرد سے ملنا ۔ نواب سے ملنے کے مساوی ہے ۔

وارن ہسٹینگز بنام محمد رضا خاں ، ۱۷ اپریل ۱۷۷۲ء ، ''Calender of Persian Correspondance'' مرتبہ کے بی بھارگو ، جلد چہارم ، نیشنل آرکائیوز آف انڈیا (دہلی) ص ۲

۹۔ طباطبائی ، جلد ۳ ، ص ۱۰۳

۱۰- علی رضا نقوی ''تذکرہ نویسی فارسی در ہند و پاکستان'' (تہران ، ۱۹۶۳ء) ص ۳۵۸ ؛ خطابات کے لیے ''Warren Hastings Papers'' مخزونہ : برٹش میوزیم لندن ، Add. Mss. 29096 اوراق ۲۱۵-۲۱۹ و نیز : ''القاب نامہ'' ص ۱۷ ، ۶۹ ، ۷۱ ، ۱۰۸ ، ۱۰۹ ، ۲۳۸ ، ۳۳۳ ، بحوالہ ''Index to Titles (1798-1885)'' مرتبہ نیشنل آرکائیوز آف انڈیا ، (دہلی ، ۱۹۷۹ء) ص ۳۰

۱۱- طباطبائی ، جلد ۳ ، ص ۱۰۳ ، ۱۰۴

۱۲- ''Benaras Gazetteer'' (کلکتہ ، ۱۹۰۹ء) ص ۲۰۴

۱۳- ''Calender of Persian Correspondance'' مرتبہ : کے بی بھارگو ، جلد ۱۱ ، نیشنل آرکائیوز آف انڈیا ، (دہلی) ص ۵ ، ۷

۱۴- ایضاً ، ص ۲ ، ۸

۱۵- اس سے قطع نظر کہ ان کے بنارس کا گورنر نامزد ہونے کے حق میں آراء متفق نہیں ، مثلاً قاضی عبدالودود ''مقالات قاضی عبدالودود'' جلد اول (پٹنہ ، ۱۹۷۷ء) ص ۵۸ ، لیکن ان کے گورنر بنائے جانے کا ذکر نہ صرف عام ہے بلکہ اس کی شہادت بھی موجود ہے۔ برٹش میوزیم لندن میں علی ابراہیم خاں کا ایک تحریری بیان محفوظ ہے ، جس میں انھوں نے خود کے گورنر بننے اور نظم و نسق کے قیام ، بدعنوانیوں کے خاتمے اور غیر جانبدارانہ و منصفانہ انتظام کا ذکر کیا ہے - یہ تحریر دیگر اسناد و دستاویزات کے ساتھ منسلک ہے اور ان پر ثبت مہروں میں سے ایک مہر پر آخری سنہ ۱۱۹۸ھ/۱۷۸۳ء درج ہے - چارلس ریو ''Supplement to the Catalogue of the Persian Manuscripts in the British Museum'' (لندن ، ۱۸۹۵ء) ص ۳۰۵

۱۶- سعادت علی خاں ''وقائع انتقال نواب علی ابراہیم خاں'' نسخۂ خطی ، مخزونہ خدا بخش لائبریری ، (پٹنہ) بحوالہ : عابد رضا بیدار ''صحف ابراہیم'' تلخیص و ترتیب ، مشمولہ ''خدا بخش لائبریری جرنل'' شمارہ ۶ ، ص ۴ ، ۸ ؛ خلیل ۲۹ جمادی الاول ۱۲۰۸ھ/یکم دسمبر ۱۷۹۳ء کو بنارس میں فوت ہوئے اور شیخ علی حزین کے مرقد کے پہلو میں ، جسے خود منتخب کیا تھا ، دفن ہوئے۔ علی رضا نقوی ، ص ۴۵۹

۱۷- ان کے انتقال کے بعد ، ان کی کل موروثی جائیداد پر تنہا ان کے بھائی علی قاسم خاں قابض ہو گئے تھے اور اصل ورثاء کو اس سے محروم کر دیا - نواب زادہ وارث اسماعیل ''علی ابراہیم کے سلسلہ میں استدراک'' مشمولہ : ''خدا بخش لائبریری جرنل'' شمارہ ۲۵ ، ص ۱۱۳

۱۸- "Descriptive List of Persian Correspondence, 1801" مرتبہ: ایس این پرشاد ، جلد ۱ ، نیشنل آرکائیوز آف انڈیا ، (دہلی ، ۱۹۷۳ء) : محمد علی خان کے علاوہ دیگر فرزندوں میں نصیرالدین علی خان ، عسکر علی خان ، ہادی علی خان ، ہاشم علی خان ، مہدی علی خان ، مبارک علی خان کے نام بھی ملتے ہیں ، "Calender of Persian Correspondance, 1794—5" جلد ۱۱ ص ۲ ، ح ۵ ، ۶

۱۹- امتیاز علی خاں عرشی ، دیباچہ "دستور الفصاحت" مصنفہ : سید احمد علی خان یکتا (رامپور ، ۱۹۴۳ء) ص ۴۷

۲۰- کہیں اس کا نام "احوال جنگ مرہٹہ" بھی ملتا ہے ۔ اس کا ایک نسخہ کتابخانہ لنڈیسیانا میں محفوظ ہے ، بحوالہ : "Handlist of Oriental Manuscripts, Arabic, Persian, Turkish" (ابردین ، ۱۸۹۸ء) ، ص ۱۲۱ نمبر ۳۵۴ ؛ لارڈ کارنوالس کی فرمایش پر اس کا ایک خلاصہ "وقائع جنگ احمد شاہ ابدالی باوسواس راؤ پسر بالاجی راؤ باجی راؤ وسوا شیو راؤ عرف بھاؤ کہ در سنہ یکہزار و یکصد و ہفتاد و چہار ہجری در ہندوستان شدہ در ہفت جزو تمام است" ، منشی محمد محسن الدین نے تحریر کیا تھا ۔ قدرے تخفیف کے ساتھ یہ : "The History of India, as told by its own Historians" جلد ۸ (عکسی اشاعت ، لاہور ، ۱۹۷۶ء) ص ۲۵۷-۲۹۷ میں شامل ہے ۔ اس کا اردو ترجمہ "تاریخ مرہٹہ و شاہ ابدالی" مہدی طباطبائی نے ۱۲۰۹ھ/۹۴-۱۷۹۳ء میں کیا تھا اور یہ مطبع احمدی گاؤ گھاٹ (لکھنؤ) سے غالباً اسی سال شائع ہوا تھا ۔ اردو ترجمے کے بارے میں مزید تفصیلات راقم نے ایک علیحدہ مقالے اردو کی اولین مطبوعہ کتاب "مطبوعہ کتاب نما" (دہلی) مارچ ۱۹۹۰ء میں پیش کی ہیں ۔

۲۱- عابد رضا بیدار، ص ۵

۲۲- قاضی عبدالودود کے مطابق اس کی دو جلدیں 'خدا بخش لائبریری' پٹنہ میں موجود ہیں ، ص ۵۸

۲۳- مخزولہ : برٹش میوزیم ، لندن ، بحوالہ : ریو ، ص ۳۰۵ ؛ و نیز سر جان مرے (Sir John Murray) (کلکتہ) کے نام خطوط کے ایک مجموعے میں ، جو ۱۷۸۸ء اور ۱۷۹۶ء کے درمیان لکھے گئے ، علی ابراہیم خان کے خطوط بھی شامل ہیں، چارلس ریو "Catalogue of Persian Manuscripts in the British Museum" جلد ۱ ، (لندن ، ۱۸۷۹ء) ص ۱۰۳

۲۴- مشمولہ : "Persian Documents" حصہ اول ، مرتبہ بی مرن (بمبئی ، ۱۹۶۶ء) ص ۳۱۲ - ۳۳۴